بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ختمِ نبوت

اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ خدا کی بیشمار صفات میں سے ایک صفتِ مرسل بھی ہے۔ اور ابتداء آفرنیش سے اس مذکورہ صفت کے ماتحت اُس نے ہر زمانہ اور قوم میں ارسالِ رسل کی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا ہے کہ اُس کی یہ سنت اور عادت مستمرہ اور دوامی ہے۔ جس کا تعطل اور فقدان جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مذکورہ بالا صفت اور عادت و سنت اللہ امت مسلمہ کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ جس سے کوئی مسلم انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن تاہم احتیاطاً اس کے ثبوت میں چند آیات قرآنِ مجید کی لکھ دینا غیر ضروری نہیں۔ تا کہ مضمون میں کوئی خامی اور کمی نہ رہے۔

1۔ وَ لٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ ﴿الْقَصَص 28 آیت 45﴾

ترجمہ: لیکن ہم نے پیدا کیں بہت سی امتیں پھر ان کی عمریں دراز ہوئیں۔ اور نہ تو رہتا تھا مدین والوں میں کہ پڑھتا ان پر ہماری آیتیں۔ لیکن ہم ہی ہمیشہ رسول بھیجتے رہے ہیں۔

2۔ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ﴿۵﴾ ﴿الدُّخَان 44 آیات 3 تا 5﴾

ترجمہ: ہم نے اسے نازل کیا مبارک رات میں بیشک ہم ہمیشہ ڈراتے رہتے ہیں۔ اس میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہر ایک عمدہ کام کا ہماری طرف یہ حکم ہے۔ ہم ہمیشہ رسول بھیجتے رہے ہیں۔

3۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٧ ﴿الرّعد 13 آیت 7﴾

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ تو ایک ڈرانیوالا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک ہدائیت دینے والا ہے۔

4۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝٢٤ ﴿فاطر 35 آیت 24﴾

ترجمہ: بیشک ہم نے تجھے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور کوئی قوم نہیں۔ مگر اس میں ڈرانے والا گذر چکا۔

5۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٠ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١١ ﴿الحجر 15 آیات 10 تا 11﴾ ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بھی اگلے لوگوں کے گروہوں میں سے رسول بھیجے اور کوئی رسول ان کے پاس نہیں آتا رہا۔ مگر وہ اس سے ہنسی کرتے تھے۔

6۔ سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۷﴾ ﴿بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل 17 آیت 77﴾

ترجمہ: یہی سنت ہماری ان میں رہی۔ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا۔ اور تو ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائیگا۔

7۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنۡ حَرَجٍ فِيۡمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ‌ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَا ۙ﴿۳۸﴾ ﴿الۡاَحۡزَاب 33 آیت 38﴾

ترجمہ: نبی پر کوئی تنگی نہیں جس بارے میں اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا۔ یہی اللہ کی سنت ان رسولوں میں تھی جو تجھ سے پہلے گذر چکے۔ اور اللہ کا حکم ایک اندازہ سے قطعی ہو چکا۔

8۔ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۴۲﴾ ﴿الۡاَنۡعَام 6 آیت 42﴾

ترجمہ: اور بیشک ہم نے تمام امتوں میں تجھ سے پہلے رسول بھیجے۔ پھر ہم نے ان امتوں کو دُکھ اور تکلیف میں مبتلا کیا۔ تا کہ وہ عاجزی کریں۔

ان آیاتِ قرآنیہ متذکرہ بالا سے تین امور بوضاحت ثابت ہیں۔ **اوّل** یہ کہ اللہ کریم کی صفت مرسل (یعنی مرسل بھیجنے والا) بھی ہے۔ **دوم** یہ کہ اس صفت کا تقاضا ہے کہ یہ صفت الٰہی ہمیشہ ظہور پذیر ہوتی رہے چنانچہ ابتدائے آفرینش سے تا نزول قرآن ہمیشہ اس کا ظہور دنیا میں ہوتا رہا۔ **سوم** یہ کہ اس میں اِستِمرار و دوام ہونے کی وجہ سے اس کا نام سنت استمرہ ودامی ہوا۔ جس سے لازم آتا ہے کہ آئندہ بھی اس طرح یہ سنت دائمی طور پر جاری وساری ہے۔ کیونکہ سنت اللہ میں تبدیل یا تحویل جائز نہیں ہے۔ لیکن یہاں ایک اِشتِباہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ سنت اللہ ضرور ہے اور اس کا ظہور ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت اس کا ظہور ہو۔ بلکہ جیسے گذشتہ زمانہ میں بعض رسولوں کے درمیان ایک فترت کا زمانہ بھی آتا رہا ہے۔ کہ جب دنیا میں کوئی رسول نہ ہوتا تھا۔ اور اس صفت کا اظہار اس وقت نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح سے اب بھی محمد رسول اللہ ﷺ اور قیامت کے درمیان کا زمانہ فترت کا زمانہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بیشک یہ صفت بعض ضرورتوں کے مواقعہ پر

ظہور پذیر ہوتی رہی ہے۔ اور جب وہ ضرورت پوری ہو جاتی رہی ہیں۔ تو تاوقتیکہ پھر دوبارہ کوئی خاص ضرورت پیش نہ آئے اس صفت کے ظہور میں ناغہ ہوتا رہاہے۔ اور بوقت ضرورت پھر اس صفت کا ظہور ہو جاتا رہاہے۔ لیکن تاوقتیکہ یہ امر قرآن مجید سے ثابت نہ کر دیا جائے کہ وہ ضرورتیں جن کے پیش آنے پر ارسالِ رسل لازل آیا کرتا ہے۔ اب وہ تا قیامِ قیامت ممنوع ہیں۔ یعنی آئیندہ وہ ضرورتیں پیدا نہیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ دعویٰ سوائے ظن کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"ان الظن لا یغنی من الحق شیءًا۔" لیکن ہم اس ظن کے خلاف یقینی اور قطعی کلام الٰہی سے ان تمام ضرورتوں میں سے بعض بڑی بڑی ضرورتوں کے متعلق اظہار کر کے ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ وہ ضرورتیں نہ صرف پہلے بھی زمانوں میں پیش آیا کرتی تھیں۔ بلکہ آئیندہ بھی وہ پیش آئینگی۔

ضرورت اوّل:۔ سب سے اوّل اور سب سے بڑی ضرورت جو کسی رسول کی داعی ہوا کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دنیامیں توحید الٰہی کاعقیدہ کمزور ہو جائے۔ اور شرک عام طور پر پھیل جائے۔ جس کے ثبوت میں چند آیات بطور مشتے نمونہ از خرَ وارے کے لکھی جاتی ہیں۔

1۔ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۶۰﴾ ﴿الاَعۡرَاف 7 آیات 59 تا 60﴾

ترجمہ: بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا سو اس کے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں۔ میں ضرور تم پر ایک بڑے دِن کے عذاب آنے سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم یقیناً تجھ کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

2۔ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاہُمۡ ہُوۡدًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡ سَفَاہَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ سَفَاہَۃٌ وَّ لٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝٦٧ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۝٦٨ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝٦٩ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝٧٠ ﴿الاَعْرَاف 7 آیات 65 تا 70﴾

ترجمہ: اور بیشک ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اُس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم تقویٰ اختیار نہ کرو گے۔ اس کی قوم میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے حماقت میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹوں میں سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ کی پرستش کریں۔ اور ان کو چھوڑ

دیں جس کی ہمارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے۔ سو اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ دیتا ہے۔

3۔ وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ ﴿الْاَعْرَاف 7 آیت 73﴾

ترجمہ: اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا اے! میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہاری لئے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگرچہ اس مضمون کو قرآن شریف میں جابجا بیان فرمایا ہے مگر اس وقت صرف انہی تین رسولوں کے حالات اور فرائض میں سے سب سے اہم اور ضروری فرض کی نسبت اظہار کافی ہو گا، دوسری ضرورت بیان کی جاتی ہے۔

ضرورت دوم۔ دوسری ضرورت یہ ہے کہ دنیا کی عملی حالت خراب ہو جائے یعنی نیکی کم ہو جائے اور بدی بڑھ جائے۔ پس ضروری ہے۔ کہ اللہ کریم نیکی کا پلڑا ابھاری کرنے کیلئے کسی رسول کو بھیجے جس کے ثبوت میں چند آیات قرآنی حوالہ قرطاس کرتا ہوں۔

1۔ وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾

﴿الۡاَعۡرَاف 7 آیات 80 تا 81﴾ ترجمہ: اور ہم نے لوط کو بھیجا جب اُس نے اپنی قوم کو کہا کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلی قوموں میں سے کسی نے نہیں کی۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے آتے ہو۔ بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔

2۔ وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاہُمۡ شُعَیۡبًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿ۚ۸۵﴾ ﴿الۡاَعۡرَاف 7 آیت 85﴾

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی۔ سنو! ناپ تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور ملک میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

3۔ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴿الْاَعْرَاف 7 آیات 101 تا 102﴾

ترجمہ: یہ بستیاں ہم ان کے کچھ حالات تجھ پر ذکر کرتے ہیں اور یقیناً اُن کے رسول اُن کے پاس کھلے دلائل لیکر آئے۔ مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس کے ساتھ جس کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کے دلوں پر مہر لگاتا ہے۔ اور

ہم نے ان میں سے بہتوں میں عہد (کا ایفا) نہیں پایا۔ اور یقیناً ہم نے بہتوں کو نافرمان پایا۔

4۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

﴿ الْاَعْرَاف 7 آیت 103 ﴾

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ کو اپنی آیات کیساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ مگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔ پس دیکھو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا۔

اس مضمون کے متعلق بھی کثرت سے آیات ہیں۔ لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہوئے تیسری ضرورت کا بیان شروع کرتے ہیں۔

ضرورت سوم۔ تیسری ضرورت یہ ہے کہ جب زمانہ فترت رسل اس قدر لمبا ہو جاتا ہے کہ گزشتہ رسل کے ماننے والے دین میں سست اور دنیاوی ہوا و ہوس میں منہمک ہو کر تعلیم مذہبی اور سنن رُسُل سے ناواقف ہو جاتے ہیں۔ اور کلام الٰہی کے مغز

سے نا آشنا ہو جاتے ہیں تو پھر بسبب اپنی جہالت کے من گھڑت اور اَٹکَل پَچُّو یعنی بے جانے بوجھے، ظنی مسائل بیان کر کے اپنی علمیت منوانا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان میں اختلاف پیدا ہو کر بیشمار فرقوں پر منقسم ہو کر ان کا اتفاق و اتحاد ٹوٹ جاتا ہے اور باہمی تَباغُض و تَحاسُد پیدا ہو کر ایک دوسرے کی تکفیر ان کا شیوہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر چونکہ ان کو آپس میں لڑنے اور جھگڑنے سے فرصت نہیں ہوتی اس وجہ سے تبلیغ دین اور امر بالمعروف اور نہی المنکر سے جو کہ رسولوں اور ان کے گروہ کا خاص فرض ہے اسے بالکل غافل اور بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں رَبُّ الْعالَمِین کی صفت ارسال جوش میں آتی ہے اور دنیا میں رسول کو بھیجتی ہے۔ تا کہ ناخَلَف مسلمانوں کی اصلاح کرے۔ اور ان کے باہمی اخلافات کو دور کر کے ان کو پھر " وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا " ﴿ اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 103 ﴾ کا سبق دے۔ اور منکرین اور کافرین پر جو بسبب عدم تبلیغ کے اصل حقیقت مذہب کے سمجھنے سے معذور اور مجبور ہیں۔ ان میں تبلیغ کا سلسلہ از سر نو قائم کرے اور خداوند کی حجت ان پر پوری کرے۔ تا کہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے خدا ہمیں کسی نے سمجھایا نہیں تا کہ ہم ایمان لے آتے وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام باتوں کے ثبوت میں جو کہ ضرورت سوم کے متعلق ہم نے اوپر بیان کی ہیں۔ ذیل میں آیات قرآن کریم ثبت کی جاتی ہیں۔ جن سے ہر ایک مذکورہ بالاجات بخوبی ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ اس سے بڑھکر تفصیل کے ساتھ واضح ہو جائیگی۔

1۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَ لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ ﴿الْاَنْبِيَآء 21 آیات 42 تا 45﴾

ترجمہ: کہہ دے کون رات کو اور دِن کو تمہاری حفاظت کرتا ہے رحمن سے بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے ہیں۔ کیا ان کے معبود ہیں جو ہمارے مقابلہ میں انہیں بچالینگے۔ وہ آپ اپنی مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہماری طرف سے ان کی

حفاظت ہو گی۔ بلکہ ہم نے ان کو اور اان کے باپ دادوں کو سامان دیا یہاں تک کہ لمبی ہو گئی ان پر عمر پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟ تو کیا وہ پھر بھی غالب آسکتے ہیں۔ کہہ دے کہ تم کو صرف وحی کے ساتھ ڈراتا ہوں۔ اور بہرے پکار کو نہیں سنا کرتے جب انہیں ڈرایا جائے۔

2۔ اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ لَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾ ﴿الۡحَدِیۡد 57 آیت 16﴾

ترجمہ: کیا ان لوگوں کیلیۓ جو ایمان لائے وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دِل اللہ کے ذکر کیلیۓ نرم ہو جائیں اور اس کیلیۓ جو حق سے اترا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ جائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی۔ پھر ان پر لمبا زمانہ گزر گیا تو ان کے دِل سخت ہو گئے۔ اور ان میں بکثرت نافرمان ہیں۔

3۔ اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ كَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ هٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾ۚ وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَیۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَیۡكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰی تَكۡلِیۡمًا ﴿۱۶۴﴾ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ لِئَلَّا یَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیۡزًا حَكِیۡمًا ﴿۱۶۵﴾ ﴿النّسآء 4 آیات 163 تا 165﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے تیری طرف وحی کی جیسے کہ ہم نے نوح اور اس سے پچھلے بندوں کی طرف وحی کی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور دی اور کچھ رسول ہیں جن کا حال ہم تجھ سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور کچھ رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا۔ اور اللہ نے موسیٰ سے بہت کلام

کی۔ تمام رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ تا کہ لوگوں کو رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی زیادہ عذر یا جھگڑا باقی نہ رہے۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

4۔ وَ لَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ ﴿طٰہٰ 20 آیت 134﴾

ترجمہ: اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے ہلاک کر دیتے عذاب سے تو کہتے اے ہمارے رب کیوں تو نے ہماری طرف رسول نہ بھیجا۔ کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے۔ قبل اس کے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوتے۔

5۔ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ ﴿الْقَصَص 28 آیت 47﴾

ترجمہ: اور تاکہ ایسا نہ ہو کہ انہیں اس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ کوئی مصیبت پہنچے۔ پھر وہ کہیں اے رب ہمارے کیوں نہ تو نے بھیجا ہماری طرف رسول تاکہ ہم تیری آتیوں کی پیروی کرتے اور مومنوں میں سے ہو جاتے۔

6۔ وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ..... فَبِمَا نَقۡضِہِمۡ مِّیۡثَاقَہُمۡ... تا....... مِّمَّا ذُکِّرُوۡا بِہٖ ۚ..... وَ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰۤی...تا....... وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ۬ؕ........ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا... تا.... وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۹﴾ ﴿الۡمَآئِدَۃ 5 آیات 12 تا 19﴾

ترجمہ: اور یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا۔....... سو ان کے اپنا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دِل سخت کر دیئے۔ لفظوں کو اپنی جگہ سے پھیرتے ہیں ۔اور جو ان کو نصیحت کی گئی تھی۔اس کا ایک حصّہ چھوڑ دیا۔............ اور ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں۔ ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا۔ مگر جو نصیحت ان کو کی گئی تھی انہوں وے بھی اس کا ایک بڑا حصہ چھوڑ دیا۔ پھر ہم

نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ اور عنقریب خداوند ان کو اس کی خبر دیگا۔ جو وہ کرتے تھے۔ اے اہل کتاب یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے۔ وہ بہت کچھ اس میں سے کھول کر بیان کرتا ہے جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی باتوں کو معاف کرتا ہے............ اے اہل کتاب یقیناً ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی بندش کے بعد آیا ہے۔ بیان کرتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہ آیا۔ پس یقیناً تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانیوالا آچکا۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

7۔ وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ ﴿الْقَصَص28 آیت46﴾

ترجمہ: لیکن یہ تیرے رب کی طرف سے رحمت ہوئی۔ تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے۔ جس کے پاس تجھ سے پہلے ڈرانیوالا نہیں آیا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

8۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾

﴿السَّجْدَة 32 آیت 3﴾ ترجمہ: کیا یہ کہتے ہیں اس نے خود اسے بنالیا ہے۔ بلکہ وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے ڈرانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ ہدائیت پائیں۔

9۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

﴿یٰسٓ 36 آیت 6﴾ ترجمہ: تاکہ تو ان لوگوں ڈرائے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل ہیں۔

ان تمام آیات سے ثابت ہے۔ کہ فترت کیوجہ سے ہمیشہ لوگ بگڑتے رہے اور جب دنیا میں کوئی مبلغ اور منظر نہ رہا تو اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کسی نہ کسی رسول کو خدا نے بھیجا۔ جس نے آکر تبلیغ اور انذار کا کام شروع کیا۔ اسی ضرورت کے ماتحت حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا۔

10۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۖ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ ﴿الْبَقَرَة 2 آیت 213﴾

ترجمہ: سب لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ پس اللہ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینیوالے اور ڈرانیوالے بنا کر۔ اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری۔ تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے۔ جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔

11۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ .... وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا ﴿البَقَرَة 2 آیت 253﴾

ترجمہ: ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر ترجیح دی ہے .... اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان کے بعد ہوئے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلے دلائل آچکے تھے لیکن انہوں نے اخلاف کیا۔

12۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 105﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلے دلائل آچکے تھے۔

13۔ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ ﴿النَّحل16 آیت64﴾

ترجمہ: اور ہم نے تجھ پر کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ تو ان کیلئے وہ باتیں کھولکر بیان کرے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

14۔ وَ اٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ ﴿الْجَاثِيَة45 آیت17﴾

ترجمہ: اور ہم نے اس معاملہ کے متعلق ان کو کھلی دلیلیں دیں سو انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ انکے پاس علم آچکا تھا آپس کے بغی (حسد) کی وجہ سے۔

ان آیات میں آخری پانچ آیات سے ثابت ہے۔ کہ رسولوں کے بعد زمانہ فترت میں لوگ باہمی حسد بغض اور رنجش وغیرہ سے اور ایک دوسرے کو زک دینے اور اپنی بڑھائی وغیرہ سے اختلاف اور تفرقہ پیدا کر لیا کرتے ہیں۔ جس اختلاف کو مٹانے کے

لئے کوئی نہ کوئی رسول بھیجنا ضروری ہوتا ہے۔ گویا کہ کسی امت میں مختلف فرقوں کا پیدا ہو کر آپس میں حسد اور بغض متقاضی ہو جاتا ہے۔ کہ دنیا میں رسول آئے۔

15۔ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ ﴿هُود 11 آیت 88﴾

ترجمہ: (شعیب نے کہا) اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری مخالفت کرکے وہ کام کروں جس سے میں تم کو روکتا ہوں سوائے اصلاح کے کچھ نہیں چاہتا۔ جہاں تک میری طاقت ہے۔

16۔ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ ﴿الْاَعْرَاف 7 آیت 142﴾

ترجمہ: اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری جگہ رہنا اور اصلاح کرنا اور فساد کرنیوالوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا۔

17۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ﴿مُحَمَّد 47 آیت 2﴾

ترجمہ: اور لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں جو محمدؐ پر اتارا گیا اور وہ ان کے ربّ کی طرف سے حق ہے۔ ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دیگا اور ان کی حالت کی اصلاح کر دیگا۔

ان تین آیات سے ثابت ہے۔ کہ جب دنیا میں اختلاف فسادات سیئات کا زور ہوتا ہے۔ تو رسول ہی مصلح ہو کر دنیا کی اصلاح کیا کرتے ہیں۔ نہ کہ غیر نبی علما و لیڈر انِ ملک۔ سو جب آیات قرآن کریم سے ضرورتِ نبوت و رسالت کی تفصیل و توضیح ہو چکی تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ فترت میں امت محمدیہؐ میں بھی اختلاف و افتراق اور اضادات اور برائیاں مثل امم سابقہ آسکتی ہیں۔ یا کہ بر خلاف دیگر امم کے یہ امت ہر ایک غفلت اور بدی سے محفوظ و مصؤن رہے گی۔ اگر تو ثابت ہو جائے۔ کہ یہ امت ہر ایک گناہ مثل شرک بدعت فساد وغیرہ سے محفوظ رہے گی۔ اور ان کے اعتقادات و اعمال بالکل قرآن کریم کے مطابق رہیں گے۔ اور تا

قیامت یہ امت باہمی اختلاف اور افتراق سے مبرا اور منزہ رہے گی نیز تمام مذاہب باطلہ میں سلسلہ تبلیغ پورے طور پر جاری رکھے گی۔ تو البتہ کسی رسول کی ضرورت نہیں۔ لیکن معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ اس امت میں اسقدر اختلاف اشقاق پیدا ہو چکا ہے کہ حاجت بیان نہیں کی جاسکتی، قرآن شریف کو بالکل مہجور کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ دیگر کوئی بدی ایسی نہیں جو ان میں نہ آگئی ہو۔ فرقے فرقے یہ امت ہو چکی ہے۔ ایک دوسرے کی تکفیر اس امت کا شیوہ قرار پاچکا ہے۔ لاکھ ہا عیسائی ہو چکے ہزار ہا ہندو بن چکے لاکھ ہا دھریے بن چکے وغیرہ وغیرہ کہاں تک لکھا جائے۔ عیاں راچہ بیاں۔ کوئی بتائے کہ کونسی برائی امم سابقہ میں تھی جو اس امت میں نہیں آچکی۔ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو ضرورتیں داعی نبوت و رسالت ہو سکتی ہیں۔ وہ سب موجود ہیں۔ تو اب ہمیں اس امر میں جستجو و تحقیق کرنی کہ اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا ہے کہ نہیں بالکل بے جا ہے۔ بلکہ سوچنا تو یہ چاہئے۔ کہ باوجود اس قدر اظہار ضروریاتِ نبوت کے کیوں کوئی نبی نہیں آتا۔ ضرور آنا چاہئے تھا۔

میں یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ امت محمدیہ ؐ کے مستقبل کے متعلق قرآن شریف میں کیا ارشاد ہے مسلمان لوگ بھی پہلی امتوں کی طرح کسی وقت خراب ہو سکتے ہیں۔ یا ان میں کسی قسم کی خرابی راہ پا سکتی ہے۔؟

دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

﴿الْبَقَرَة 2 آیت 217﴾

ترجمہ: اور وہ تم سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے لوٹا دیں اگر انہیں طاقت ہو اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا اور پھر وہ کفر کی حالت میں ہی مر جائیگا تو وہی ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں بیکار گئے اور وہی آگ والے ہیں جس میں وہ رہیں گے۔

2۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ ﴿الْمَآئِدَة 5 آیت 54﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو اللہ ایک قوم لائیگا۔ وہ ان سے محبت رکھے گا اور وہ اس محبت رکھیں گے۔

3۔ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ ﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیات 105 تا 106﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی آیات آچکی تھیں اور انہی کیلیئے بھاری عذاب ہے۔ جس دِن کچھ منہ سفید ہونگے اور کچھ منہ سیاہ ہونگے۔ پس جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوئے (ان کو کہا جائیگا) کیا تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوئے۔ پس تم عذاب چکھو یہ سبب اس کے کہ تم کافر ہوئے۔

ان تین آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ تم اے امت محمدیہ اپنے دین سے برگزشتہ ہو جاؤ گے۔ پھر ہم ایک اور قوم کو پیدا کرینگے جو اللہ کو محبوب ہو گی اور ظاہر ہے کہ وہ قوم وہی ہو گی جو بعد میں آنیوالے رسول کے ذریعہ سے قوم بنے گی۔ پھر تیسری آیت میں امت محمدیہ کے اندر جو افتراق و اخلاف ہونیوالا ہے اس کا اظہار کر کے اس سے منع کیا گیا ہے اور بصورت نافرمانی کے "اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴿۱۰۶﴾" ﴿ اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 106﴾ کہہ کر مسلمانوں کو سخت تہدید کی گئی ہے ان کے علاوہ قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ کریم نے امت محمدیہ کو ارتداد۔ فساد۔ اخلاف۔ افتراق سیئات اور ارتکاب مَنْہِیّاتِ شَرعِیَّہ سے مجتنب رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وہ تمام آیات حقیقت میں پیشگویاں ہیں کہ کسی وقت میں یہ امت ان تمام قسم کی بدیوں میں مبتلا ہو جائیگی۔ کیونکہ اگر اس امت نے ان بدیوں میں مبتلا ہی نہیں تھا۔ تو پھر اس عالم الغیب کو کیا ضرورت تھی۔ کہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے ان سے منع فرماتا بلکہ بعض آیات میں تو صاف طور پر قرائن ایسے رکھے ہیں اور اشارات کر دیئے ہیں کہ امت محمدیہ کسی وقت میں ضرور ان تمام بدیوں میں گرفتار ہو جائیگی۔ جیسا کہ قرآن کو تدبر سے پڑھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے لیکن ہم طوالت کے خوف سے ایسی تمام آیات کا لکھنا ملتوی

کرتے ہوئے صرف ایک رکوع سالم کا سالم لکھ دیتے ہیں جس میں صاف طور پر یہ تمام مضمون درج ہے اور پارہ 14 کا انیسواں رکوع ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ

لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَـكُمْ

دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَ لَا

تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ

بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

۞﴿النَّحل16 آیات90 تا100﴾۞ ترجمہ: "بیشک اللہ تمہیں عدل اور احسان اور قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور اللہ کے عہد کو پورا کرنا جبکہ تم عہد کر چکے ہو اور قسموں کو ان کے پکا کرنے کے بعد مت توڑنا۔ اور بیشک تم اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کروگے اور اس عورت کی طرح نہ ہو جانا جو طاقت خرچ کر کے کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب بنالوگے اس لئے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ کر ہو۔ اللہ اس طرح صرف تمہیں آزمائیگا ساتھ اس کے اور وہ ضرور تمہارے لئے قیامت کے دِن وہ باتیں کھول کر بیان کریگا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک گروہ بنائے رکھتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور ضرور تم سے اُس سے متعلق سوال لیا جائیگا جو تم عمل کرتے تھے۔ اور اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب نہ بنانا پھر پھسل جائیگا قدم بعد جم جانے اس کے۔ اور تم تکلیف کا مزہ چکھو گے اس لئے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا۔ اور تم کو بڑا عذاب ملیگا۔ اور اللہ کے عہد کے عوض تھوڑی قیمت نہ لینا۔ جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں کچھ علم ہے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ جاتا رہیگا۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی

رہنے والا ہے۔ اور ہم ان کو جنہوں نے صبر کیا ان کے بہترین اعمال کیلئے جو انہوں نے کئے۔ ضرور ان کا اجر دینگے۔ جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے ہم یقیناً اس کو ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے۔ اور ہم یقینا انہیں ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کرتے تھے اجر دینگے۔ سو جب تو قرآن پڑھنے لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ۔ کیونکہ اس کا کوئی غلبہ ان لوگوں پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا غلبہ صرف انہی لوگوں پر ہے جو اس کو دوست بنائینگے۔ اور ان پر جو اس کے سبب سے شرک کرنیوالے ہونگے۔" ﴿النَّحل 16 آیات 90 تا 100﴾

اس رکوع میں اللہ کریم نے امت محمدیہ کے مستقبل کا خاکہ کھینچ کر واضح کر دیا ہے کہ آئیندہ ان میں کیسے کیسے اور کیونکر انقلاب آئیں گے۔ طوالت کے خیال سے مَیں اس کی تشریح نہیں کرتا خود پڑھنے والے غور فرما سکتے ہیں۔ البتہ اس موضوع پر مَیں ایک اور طرز سے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر امت محمدیہ نے قیامت تک بگڑنا نہیں ہے تو اس پر دنیا میں عذاب نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ عذاب الٰہی ظلم اور گناہ کی وجہ سے آیا کرتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔

1۔ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ ﴿المآئدۃ5 آیت18﴾

ترجمہ: اگر یہودی عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں تو پھر کہدے کہ پھر تم کو تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دیتا ہے؟

2۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ ﴿المآئدۃ5 آیت49﴾

ترجمہ: پھر اگر وہ پھر جائیں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان پر مصیبت ڈالے۔

3۔ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۶﴾ ﴿الْاَنْعَام 6 آیت 6﴾

ترجمہ: کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس قدر نسلیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں جنکو ہم نے زمین میں وہ طاقت دی تھی۔ جو طاقت تم کو نہیں دی اور ان پر ہم نے بارش کرنیوالا بادل بھیجا۔ اور ہم نے نہریں بنادیں جو انکے نیچے بہتی تھیں پھر ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور ان کے پیچھے اور نسل پیدا کر دی۔

ان پر سہ آیات اور اس قسم کی بہت سی دیگر آیات سے ثابت ہے کہ اگلی امتوں پر ان کے گناہوں کی وجہ سے دنیا میں ہلاکت اور عذاب آتے رہے ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی دنیا میں عذاب اور ہلاکت آئیگی یا نہیں۔ تو قرآن مجید صاف الفاظ میں فرماتا ہے۔

وَ اِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ ﴿بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْل 17 آیت 58﴾

ترجمہ: اور کوئی بستی نہیں مگر ہم اسے قیامت سے پہلے پہلے ہلاک کرینگے۔ یا اسے سخت عذاب دینگے۔

تو جب دنیا میں کوئی بستی بھی عذاب اور ہلاکت سے نہ بچ سکے گی تو مسلمانوں کی لکھو کھا بستیاں عذاب اور ہلاکت سے کیسے بچ سکتی ہیں۔ تو جب امت محمدیہ کی بستیوں پر بھی ضرور عذاب آنیوالا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ امت بھی کسی وقت سخت گنہگار اور بد کردار ہو جانے والی ہے۔ تب ہی تو عذاب کی مستحق ہو گی ورنہ اللہ کریم فرماتا ہے:۔

1۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ ﴿النِّسَآء 4 آیت 147﴾

ترجمہ: اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا۔ اگر شکر گذار رہے تم اور ایماندار رہے تم کیونکہ اللہ قدر کرنیوالا اور جاننے والا ہے۔

2۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ ﴿التَّوْبَة 9 آیت 39﴾ ترجمہ: اگر تم (جہاد کیلئے) نہ نکلو گے تو وہ تمکو

دردناک عذاب دیگا اور تمہاری جگہ پر ایک اور قوم کو لے آئیگا اور تم اسکو کچھ ضرر نہ دے سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ پر ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے۔ جب بھی پہلی امتوں کی طرح بگڑ کر اصلیت کو چھوڑ دیگی۔ پس اسوقت یہ بھی عذاب کی مستحق ہو کر عذاب میں گرفتار ہو گی اور ان کی جگہ پر ایک اور قوم کو خدا پیدا کریگا جو اس کے دین اسلام کی تابعدار اور خدمت گذار ہو گی۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایسی قوم بغیر کسی نبی اور رسول کے نہیں بن سکتی جس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی غیر نبی نے ایسا کام نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے جس کا ثبوت آیات ذیل میں ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ ﴿الْبَقَرَة2 آیت129﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب اور ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کرنا جو ان پر تیری آیات بیان کرے اور انکو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔

اس آیت سے پتہ لگتاہے کہ یہ چاروں کام غیر بنی نہیں کر سکتا۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے غلط دعا مانگی۔ کیونکہ اگر غیر رسول بھی یہ کام کرسکتے ہیں تو پھر

رسول کے آنے کی شرط دعا میں غلط ہو جاتی ہے اور پھر جب خداوند کریم نے بھی اس دعا کو لفظاً لفظاً قبولیت کا درجہ بخشا ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور خصوصاً رسول کی شرط ضروری تھی اور بغیر رسول کے یہ چاروں کام کوئی غیر بنی نہیں کر سکتا تھا۔ جیسا کہ فرمایا:

1۔لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 164﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس مضمون کی ایک آیت پارہ ۲ رکوع ۲، البقرہ ۲، آیت ۱۵۱ میں بھی آئی ہے اور پھر پارہ ۲۸ رکوع ۱۱، الجُمُعَة ۲۶، آیت ۲ میں بھی آئی ہے۔

2۔ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ ﴿البَقَرۃ2 آیت151﴾

ترجمہ: ایسے ہی جیسے ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں سناتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے، تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم جانتے نہ تھے۔

3۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾ ﴿الجُمُعَة62 آیت2﴾

ترجمہ: اسی نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور بیشک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

ان تینوں آیات میں اللہ کریم نے چاروں ہی کام رسول کے خاص کام بیان فرمائے ہیں۔ البتہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں چاروں کاموں کی ترتیب میں اور خدا کی فرمودہ تینوں آیات کے ترتیب میں کچھ فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ دعا میں **یزکیھم** سب سے آخر ہے اور خدا کی کلام میں تینوں جگہ پر **یزکی** کا لفظ دوسرے نمبر پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام بشر اور کلام خدا میں یوں فرق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تزکیہ نفوس کا دارمدار آیات اللہ یعنی معجزات کے اظہار اور گذشتہ اور آئیندہ پیشگوئیوں کے اظہار پر ہوتا ہے جو غیر نبی ہر گز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول کے متعلق بعض سابقہ نبیوں کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو اس وقت میں پوری ہوتی ہیں پھر وہ خود بھی پیشگوئیاں کرتا ہے جو اکثر اس کی زندگی میں اسکے سامنے پوری ہو جاتی ہیں۔ تو رسول ان آیات اللہ کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کے ایمان اور معرفت کو بڑھاتا ہے۔ جس سے لوگوں کا تزکیہ نفوس ہو جاتا ہے ورنہ صرف تعلیم کتاب و حکمت سے اس قدر تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اسوقت قرآن کی تعلیم مسلمانوں نے بلکہ عیسائیوں اور ہندوں نے بھی حاصل کر رکھی ہے لیکن تزکیہ نفس سے خالی ہیں اِلا ماشاء اللہ۔ مگر تلاوت آیات اللہ سے تزکیہ نفوس یقینی اور ضروری ہے جیسا کہ ہر ایک نبی کے زمانے کے مسلمان تزکیہ نفوس حاصل کئے ہوئے تھے اور ظاہر ہے کہ کوئی غیر نبی ایسے نشانات اور بینات کہاں

سے دکھا سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ کوئی غیر نبی بگڑی ہوئی دنیا کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔ اگر کسی کے دِل میں شبہ رہے کہ شائد نبی اور رسول کے سوا یعنی اس عظیم الشان کام کو سرانجام دینگے تو اگرچہ اس خیال سے حضرت ابراہیم کی دعا اور پھر اللہ کریم کی اس قبولیت دعا پر حرف آتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں لیکن ایک اور آیت بھی لکھ دیتے ہیں جو اس امر کو مزید واضح کر دے:۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ ﴿الْبَيِّنَة 98 آیات 1 تا 3﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین کبھی باز آنیوالے نہ تھے تاوقتیکہ ان کے پاس کھلے طور پر آئے اللہ کی طرف سے واضح دلیل، رسول جو پاک صحیفے پڑھتا ہو جس میں مضبوط تحریریں ہوں۔

اس آیت نے صاف طور پر فیصلہ کر دیا کہ بغیر رسول کے آئے دنیا کی حالت نہیں سدھر سکتی۔ سو جب یہ حال ہے تو امت محمدیہ کا بگاڑ بغیر کسی رسول اور نبی کے آئے کیسے دور ہو سکتا ہے۔

اس جگہ ایک اور شبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ بھی صحیح ہے کہ امت محمدیہ ہمیشہ نیک اور پاک نہیں رہ سکتی۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ یہ امت محمدیہ اپنی بداعمالیوں کے عوض ہلاک اور تباہ بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ کوئی رسول ضرور آوے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان زناکاری میں مبتلا ہیں جنکی سزا بھی آتشک، ایڈز وغیرہ کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال باقی تمام گناہوں کا ہے۔ مگر اس سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ محمد رسول صلعم کے بعد ضرور رسول آوے۔ سو اس کا جواب یہی ہے۔ کہ آیات مذکورہ بالا میں انفرادی رنگ میں گناہ کرنے اور عذاب آنے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ قومی اور مجموعی بدیوں کا ذکر ہے۔ اور عذاب سے بھی وہ عذاب مراد ہیں جو قومی رنگ میں آئیں۔ جیسا کہ سابقہ انبیاء قوموں کی طرف آئے اور وہ قومیں مجموعی طور پر بعض بدیوں میں مبتلا تھیں۔ اس لئے جو ان پر عذاب آئے وہ بھی عمومیت کا رنگ رکھتے تھے۔ اسی طرح اب آئندہ کیلئے بھی جیسا کہ آیت " وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ " ﴿بَنِیٓ اِسْرَآءِیْل 17 آیت 58﴾ میں ذکر ہے۔ وہ بھی عام ہے۔ بلکہ اس قدر عام ہے کہ ایک قوم نہیں دو قومیں نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک عالمگیر عذاب کا

ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب دنیا کی تمام قوموں پر حاوی ہوگا جس سے مسلمانوں کی بستیاں بھی مُستثنٰے نہیں رہ سکتیں۔ تو جب اس قدر عذاب وسیع اور عالمگیر آنیوالا ہے تو حسب قانون الٰہی ضروری ہے کہ تمام دنیا بھی خدا کو بھول کر اپنی ہوا وہوس کے پیچ پڑ جائیگی۔ تو ایسے وسیع اور عام فساد کے وقت ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کوئی رسول بھی خدا کی طرف سے ان پر حجت قائم کرنے کے لئے آئے۔ کیونکہ یہ قانوں الٰہی ایسا ہی بتلاتا ہے کہ عذاب الٰہی آنے سے پہلے ضروری ہے کہ کوئی رسول آئے۔ چنانچہ قرآن مجید اس قانون الٰہی کو بار بار کھول کر بیان کرتا ہے۔

دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۱۷﴾

﴿بَنِیٓ اِسْرَآءِیْل 17 آیات 15 تا 17﴾ ترجمہ: اور ہم عذاب نہیں دیا کرتے تا وقتیکہ کوئی رسول نہ اٹھا کھڑا کریں۔ اور جب کبھی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کر دیں اس کے آسودہ حال لوگوں میں ہم بھیج دیتے ہیں (یعنی کوئی رسول معمول کر دیتے ہیں) مگر وہ اس میں نافرمانی کر دیتے ہیں۔ تب سزا کا حکم اسپر صادق آجاتا ہے۔ سو ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہلاکت کا حق ہے اور کتنی نسلیں ہم نے نوح کے بعد ہلاک کر دیں اور کافی ہیں۔ لہٰذا اب اپنے بندوں کی خبر رکھنے اور دیکھتے ہیں۔

2۔ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ ﴿الْقَصَص 28 آیت 59﴾

ترجمہ: اور نہیں ہے رب تیرا بستیوں کو ہلاک کرنیوالا تاوقتیکہ ان کے مرکز میں رسول نہ اٹھا کھڑا کرے جو ان پر ہماری آیات پڑھے اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنیوالے نہیں مگر اس حال میں کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں۔

3۔ ذٰلِكَ اَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ رَّبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰى بِظُلۡمٍ وَّ اَهۡلُهَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ ﴿الانعام 6 آیت 131﴾

ترجمہ: یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کیساتھ ہلاک کرنیوالا نہیں ہے، جب اس کے رہنے والے بے خبر ہوں۔

4۔ وَ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكۡرٰى وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۲۰۹﴾ ﴿الشُّعَرَآء 26 آیات 208 تا 209﴾

ترجمہ: اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کیلیئے ڈرانے والے تھے۔ یاد دہانی کے لئے، اور ہم ظالم نہیں ہیں۔

5۔ وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ۝۴ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ ﴿الۡاَعۡرَاف 7 آیات 4 تا 6﴾

ترجمہ: اور کئی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ سو ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت آیا۔ یا جبکہ وہ دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے۔ سو جب ہمارا عذاب آیا تو ان کی پکار سوائے اس کے نہ تھی کہ انہوں نے کہا بیشک ہم ظالم تھے۔ سو یقیناً ہم ان سے پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے۔ اور یقیناً ہم رسولوں سے بھی پوچھیں گے۔

یہ پانچ حوالے ہم نے نمونہ کے طور پر دیئے ہیں۔ جو بوضاحت ثابت کر رہے ہیں کہ عذاب کے آنے سے پہلے رسول کا آنا اشد ضروری ہے۔ تا کہ غافل اور بے خبر لوگوں کو متنبہ کیا جائے۔ ورنہ اللہ کریم پر اعتراض آتا ہے اور نعوذ باللہ وہ ظالم ٹھیرتا ہے۔

پس جب قرآن شریف سے ایک طرف تو ثابت ہے کہ بغیر رسول بھیجے ہم بستیوں پر عذاب نہیں بھیجا کرتے اور دوسری طرف یہ پیشگوئی کھلے الفاظ میں ہے کہ قیامت سے پہلے ہم ضرور دنیا کی ہر ایک بستی میں عذاب بھیجیں گے۔ کیونکہ بغیر رسول کے بھیجے عذاب کا آنا ممنوع ہے۔

اس جگہ اگر کوئی یہ سوال پیدا کرے کہ اگر قیامت سے پہلے عذاب کا آنا لکھا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ عذاب سے پہلے رسول آئے تو ہم اس عذاب سے پہلے حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو رسول سمجھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اول اس طرح کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی کے گذر جانے کے بعد صدیوں پیچھے عذاب آئے۔ دوسرے اس طرح سے کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے جو عذاب آنا تھا وہ آچکا ہے۔ چنانچہ دیکھیں آیت۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ ﴿التَّوْبَة 9 آیات 14 تا 15﴾

ترجمہ: لڑو ان سے کہ عذاب دیگا اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کریگا۔ اور تم کو ان پر غالب کریگا۔ اور مومن لوگوں کے دل ٹھنڈے کریگا۔ اور ان کے دل کی رنجش نکال لے گا اور پھر جھکے گا اللہ جس پر چاہیگا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

جس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے انکار سے جو عذاب آنیوالا تھا۔ وہ تلوار کی جنگ تھا۔ جس سے خدانے کافروں کو رسوا اور ذلیل کیا۔ اور مومنوں کی تمام مرادیں پوری کیں۔ لیکن وہ جو آئیندہ قبل از قیامت عذاب آنیوالا ہے وہ بہت قسم کا ہے۔ جس کا ذکر آیات ذیل میں مسطور ہے اور وہ کسی دوسرے رسول کے انکار کی وجہ سے ہو گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یوں وارد ہے۔

1۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۗ﴿۵﴾ ﴿الزِّلْزَال 99 آیات 1 تا 5﴾

ترجمہ: جب ہلائی جائیگی زمین زلزلے سے اور نکال دیگی زمین اپنے بوجھ اور کہے گا انسان اس کو کیا ہو گیا۔ اُس دن بیان کی جائینگی اسکی خبریں۔ یہ اس لئے کہ تیرے رب نے اسے وحی کی ہو گی۔

اس سے ثابت ہے کہ وہ (ایک قسم کا) زلزلہ کا عذاب ہو گا اور خدا اس وقت دنیا میں اپنی وحی یعنی رسول بھیجے گا۔

2۔ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۬ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۬ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ ﴿الْوَاقِعَة 56 آیات 1 تا 11﴾

ترجمہ: جب ہو پڑے ہو جانیوالی۔ نہیں ہے اسکے ہو پڑنے میں جھوٹ۔ نیچے کرنیوالی اونچا کرنیوالی۔ جب لرزیگی زمین کپکپا کر۔ اور ٹکڑے ہونگے پہاڑ ٹوٹ کر۔ پھر ہو جائینگے پھر ہو جائینگے غبار اڑانیوالی۔ اور تم ہو جاؤ گے تین قسم۔ دائیں والے کیسے دائیں والے۔ اور بائیں والے کیسے بائیں والے ۔ اور سبقت کرنیوالے وہی لوگ ہونگے مقرب۔

ان آیات میں بھی ایک زلزلہ عظیمہ کی خبر ہے اور ساتھ ہی امت محمدیہ کے تین گروہ ہو جانے کا ذکر ہے جیسا کہ ہر نبی کے وقت میں ہو جایا کرتے ہیں۔ گویا یہاں بھی قیامت سے پہلے ایک زلزلہ کے عذاب کا ذکر کر کے ایک رسول کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

3۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ﴿۲﴾ ﴿الحجّ 22 آیات 1 تا 2﴾

ترجمہ: اے لوگوں ڈرو اپنے رب سے بیشک اس وقت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائیگی ہر ایک دودھ پلانیوالی جس کو دودھ پلاتی تھی۔ اور گرا دیگی ہر حمل کو اور تو دیکھے گا لوگوں کو نشہ میں۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہونگے۔ لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔

یہاں بھی اس آنیوالے عذاب کو زلزلہ عظیمہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور ان کے علاوہ بھی ایسی آیات ہیں جن میں آخری زمانہ میں زلزلہ کا عذاب آنیکا ذکر ہے۔ لیکن ہم

بخوف طوالت انہی پر اکتفا کرتے ہوئے دوسری قسم کے عذابوں کی طرف صرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دیکھیں آیات ذیل:۔

4۔ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

﴿النّمل 27 آیت 82﴾

ترجمہ: اور جب ان پر وعدہ صادق آجائیگا تو ہم ان کیلئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا۔ بسبب اس کے کہ وہ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے۔

اس آیت میں بھی ایسے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔ جو کسی زمینی کیڑے کے ذریعہ پیدا ہو گا۔ اور اس کا سبب یہ لکھا ہے۔ کہ آیات اللہ کا انکار کیا جائیگا۔ جس میں سے اشارہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی رسول بھی جس کا کام آیات اللہ پیش کرنا ہے۔ موجود ہو گا۔

5۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾

﴿ الكهف 18 آیات 98 تا 99 ﴾

ترجمہ: (ذوالقرنین نے) کہا یہ میرے رب کی رحمت سے ہے۔ پھر جب میرے رب کا وعدہ آجائیگا۔ اس (دیوار) کو ریزہ ریزہ کر دیگا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور ہم اس دن (یاجوج ماجوج) چھوڑ دینگے کہ بعض ان کے بعض کے ساتھ اضطراب اور حرکت سے پیش آئینگے۔ اور صور پھونکا جائیگا۔ پھر ہم سب کو اکٹھا کر دینگے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت قومیں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی از حد کوشش کرینگی اس زمانہ میں خدا کی طرف سے ایک مناد بھی ہوگا۔ جو سب کو اپنی قوت قدسیہ سے ایک کر دیگا۔

6۔ وَ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

يَنۡسِلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ اقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَۃٌ اَبۡصَارُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ یٰوَیۡلَنَا قَدۡ کُنَّا فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ہٰذَا بَلۡ کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۹۷﴾ ﴿الانبیآء 21 آیات 95 تا 97﴾

ترجمہ: اور حرام ہے ہر بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ رجوع نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائینگے یاجوج ماجوج اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آگیا۔ پس اس وقت کافروں کی آنکھیں کھلی رہ جائینگی۔ اے ہماری خرابی بیشک ہم اس غفلت میں ت ھے۔ بلکہ ہم ہی ظالم ہیں۔

یہ حوالہ ایک ایسے عذاب کی خبر دیتا ہے جو یاجوج ماجوج قوم کے تموج کی وجہ سے پیش آنیوالا ہے جس سے منکران نبوت حیران و ششدر رہ جائینگے۔

7۔ وَ الۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الۡجِبَالُ

نُسِفَتۡ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ نُہۡلِکِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾

﴿ الۡمُرۡسَلٰت 77 آیات 1 تا 18 ﴾

ترجمہ: قسم ہے نرمی کرنے کے لئے بھیجی ہوئی جماعتوں کی پھر تیزی کرنے والیوں کی کھلے طور سے۔ پھر تفریق کرنیوالیوں کی فرقہ بندی میں پھر پیش کرنیوالیوں کی نصیحت کو الزام کو دور کرنے کے لئے تاڈرانے کیلئے۔ بیشک جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آنیوالا ہے۔ پس جب ستارے بے نور ہو جائیں۔ اور آسمان سراخ دار ہو جائے۔ اور رسول وعدہ کے وقت پر لائیں جائیں۔ کس وقت کے لئے یہ وعدہ ہے اسوقت کے لئے جو جدائی کا وقت ہے۔ اور تو کیا جانے کہ جدائی کا وقت کیا ہے۔ اس وقت تکذیب کرنیوالوں پر افسوس ہے۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا۔ پھر ہم پچھلوں کو بھی پیچھے

بھیجیں گے (یعنی ان کو بھی ہلاک کر دینگے) اس طرح ہم مجرموں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ کریم نے وعدہ کے ایام کا ذکر ذرا تفصیل سے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک جماعت اپنی الگ پالیسی بنائیگی کوئی نرمی سے کام لے گی کوئی تیزی اور زور سے کوئی نشر واشاعت سے اپنا پراپُگینده کریگی کوئی قوم فرقہ بندیوں میں ہی اپنی نجات سمجھے گی۔ کوئی وعظ سے اعتراضات کے جوابات و تبلیغ کا کام کریگی۔ جدا جدا سب کے خیالات اور کام ہونگے۔ مگر اس وقت رسالت کا سلسلہ بھی ہو گا۔ لوگ تکذیب بھی کرینگے۔ پھر جیسا کہ ہمیشہ سے اللہ کریم مکذبین اور مجرمین کو عذاب سے ہلاک کرتا ہے اس آخری قوم کو بھی ہلاک کر دیگا۔

اس قسم کی آیات اور حوالجات قرآن کریم میں اور بھی بہت سے ہیں۔ مگر انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان کے پیش کرنے سے غرض صرف اس قدر تھی کہ آخری زمانہ میں جو عذاب آنیوالا ہے وہ کئی قسم کا ہے اور عالمگیر ہے اور جہاں جہاں اس عذاب کا ذکر ہے وہاں رسالت و نبوت کا سلسلہ بھی ضرور ہو گا۔

اب ہم اس مسئلہ پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت باقی ہے ایک اور طرح سے نظر کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ بشارتیں اور

الٰہی وعدے بھی اس مسئلہ کی تائید اور عقیدہ ختم نبوت کی تردید کرتے ہیں۔ دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ ﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیات 81 تا 82﴾

ترجمہ: اور جب لیا اللہ نے وعدہ نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تمکو دیا ہے کتاب اور حکمت سے پھر آئے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنیوالا ہو اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس بات پر میری ذمہ داری کو لے لیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پھر تم شائد

ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ پھر جو کوئی اس کے بعد پھر جائے وہی لوگ نا فرمان ہیں۔

اس حوالہ میں اللہ کریم نے اپنے ایسے عہد اور اقرار کا ذکر فرمایا ہے جو تمام نبیوں کے ذریعہ ہر ایک قوم سے لیا گیا ہے کہ جو آئندہ نبی آئیگا اس کو تم نے ماننا ہو گا۔ یہ عہد و اقرار محمد رسول اللہ کے ذریعہ مسلمانوں سے بھی لیا گیا۔ جس سے آئندہ نبی کا آنا ضروری ہے۔

2۔ وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ وَ بَعَثۡنَا مِنۡہُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ ﴿المآئدۃ 5 آیت 12﴾

ترجمہ: اور یقیناً لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے اور مبعوث کئے ہم نے ان میں سے بارہ سردار اور فرمایا اللہ نے بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کو قائم رکھو گے اور زکوۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے۔

3۔ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ﴿المآئدۃ 5 آیت 70﴾

ترجمہ: یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ اور انکی طرف بہت سے رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول آیا ان حالات کے ساتھ کہ ان کے دل نہیں چاہتے تھے تو بعضوں کی انہوں نے تکذیب کی اور بعض کو قتل کرنے لگے۔

4۔ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ ﴿المآئدۃ 5 آیت 7﴾

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا اور اس وعدہ کو یاد کرو جو اس نے تم سے مضبوطی سے باندھا جب تم نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔

ان تین آیات سے پہلے دو آیات بنی اسرائیل کے میثاق کا پتہ دیتی ہیں۔ یہاں تک تو ہم نے خدا کے اس وعدہ کا ثبوت دیا ہے جو لوگوں سے اس نے رسولوں کے ماننے پر لئے

جس سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ اس کا وعدہ بھی رسولوں کے بھیجنے کا ہے۔ لیکن اب ہم اس کا اپنا وعدہ بھی قرآن سے دیکھاتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

1۔ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾

﴿ البقرۃ 2 آیات 38 تا 39 ﴾

ترجمہ: پھر جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے۔ پس جو شخص میری ہدایت کی اتباع کریگا۔ پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔ اور جنہوں نے انکار کیا اور میری آیات کو جھٹلایا۔ وہ لوگ دوزخی ہیں۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

2۔ يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا

عَنۡهَآ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۶﴾

الْاَعْرَاف 7 آیات 35 تا 36

ترجمہ: اے اولاد آدم جب آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے کہ سنائیں تم کو میری آیتیں۔ پس جو شخص تقویٰ اختیار کرئے اور اصلاح کرے۔ پس ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ اور جنہوں نے جھوٹا سمجھا میری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہ ہیں دوزخی جس میں وہ رہیں گے۔

ان ہر دو آیتوں میں سے پہلی آیت وہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ اللہ نے پیغام بھیجا۔ اور حکائیۃً قرآن شریف میں بیان فرمایا۔ اور دوسری آیت وہ ہے۔ جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت محمدیہ کو پیغام دیا گیا۔ اب ایسے صاف وعدہ کے ہوتے ہوئے بھی سلسلہ نبوت و رسالت کو بند سمجھنا سراسر خلاف قرآن ہونے میں کیا شک رہ سکتا ہے۔ اب ہم اور وعدہ کے متعلق بھی چند آیات لکھتے ہیں جس سے نبوت ورسالت کا سلسلہ آئندہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہو ھذا۔

وَ اِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ ﴿الۡبَقَرَة 2 آیت 124﴾

ترجمہ: اور جب آزمایا ہم نے ابراہیم کو اس کے رب نے بعض باتوں میں۔ وہ پوری کر دیں۔ فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا بناتا ہوں۔ کہا ابراہیم نے میری اولاد میں سے بھی۔ فرمایا اللہ نے (ہاں مگر) میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ کہ تیری اولاد کو بھی یہ عہد دینگے۔ مگر ظالموں کو نہیں۔ بلکہ ان کو جو نماز اور زکوٰۃ کو پورا کرینگے۔ وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ابھی ایسی آیات گذر چکی ہیں۔

اب ہم دیکھنا یہ چاہتے ہیں کہ یہ وعدہ جو حضرت ابراہیمؑ سے کیا گیا تھا۔ بعد میں پورا کیا گیا۔ یا نہیں ؟ آیات ذیل اس امر کی تصدیق کرتی ہیں کہ وہ وعدہ خدا نے ایک دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ پورا کیا۔ دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا
هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ
يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ۙ وَ
زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ۙ وَ
اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ۙ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ
اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى
اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ
الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَ كَّلْنَا بِهَا
قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ ۞الْاَنْعَام 6 آیات 84 تا 89۞

ترجمہ: اور اس (ابراہیم) کو بخشا ہم نے اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی تھی۔ اور ان سے پہلے نوح کو بھی ہم نے ہدایت دی اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیک کام کرنیوالوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ تمام لوگ نیک بختوں میں سے تھے اور اسماعیل اور اَلیَسع اور یونس اور لوط کو اور سب کو فضیلت دی ہم نے تمام جہان پر اور ان کے باپ دادوں اور ان کے بیٹوں اور پوتوں اور ان کے بھائی بندوں کو ہم نے ان کو برگزیدہ کیا اور ہدایت دی ہم نے سیدھے رستے کی طرف۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ وہ اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے عمل ضائع ہو جاتے جو انھوں نے کئے تھے۔ وہی لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت دی۔ پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں یہ لوگ تو ہم نے مقرر کی ہے وہ قوم جو اس سے منکر ہیں۔

2۔ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ ﴿الْمَآئِدَة 5 آیت 20﴾

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر۔ جب اس نے بنائے تم میں بنی۔ اور بنا دیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا کسی کو جہاں میں۔

یہ آیات اور اسی قسم کی دیگر آیات ثابت کرتی ہیں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ سے جو وعدہ اللہ کریم نے فرمایا تھا۔ وہ اس کی اولاد میں اللہ نے پورا کیا۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ بھی اسی وعدہ کے ماتحت ان کی اولاد میں سے پیدا ہوئے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ وعدہ آئندہ بھی پورا ہو گا یا نہیں۔ سو اگر تو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد آئندہ بھی ہے اور ختم نہیں ہو گئی۔ تو پھر نبوت بھی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ جب تک اولاد ابراہیم دنیا میں موجود ہے اس وعدہ الٰہی کے ظہور کا امکان ہے۔ چنانچہ خود اللہ کریم اپنے پاک کلام مجید میں اولاد ابراہیمؑ کو مخاتب کر کے فرماتا ہے۔

يٰبَنِيٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِيَ الَّتِيٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِيٓ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ وَاِيَّايَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾

﴿ الۡبَقَرَة 2 آیت 40 ﴾

ترجمہ: اے اسرائیل کی اولاد یاد کرو میرے احسان جو تم پر میں نے کئے اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کروں گا میں تمہارے عہد کو اور خاص مجھ سے ہی ڈرو۔

اس آیت نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ محمد رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی معرفت خدا نے اب پھر اپنے وعدہ کی تجدید کی ہے۔ کہ اگر شرک اور ظلم کو وہ چھوڑ دیں تو ہم پھر ان میں سلسلہ نبوت و رسالت شروع کر دینگے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ سلسلہ بند نہیں ہے۔ اور پھر یہی نہیں کہ صرف بنی اسرائیل سے کہا گیا ہے۔ بلکہ امت محمدیہ کو بھی اس عہدہ جلیلہ کے حصول کے لئے ترغیب دی گئی ہے۔ دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

﴿ الْفَاتِحَة 1 آیات 5 تا 7 ﴾

ترجمہ: دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا نہ ان لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

2۔ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ ﴿ الفُرقان 25 آیت 74 ﴾

ترجمہ: اور بنا ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دعا کرنے کی تحریک وترغیب فرمائی ہے۔ ایک آیت میں تو وہی الفاظ رکھے ہیں۔ جن الفاظ سے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت عطا فرمائی تھی۔ یعنی اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ ترجمہ: میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ﴿ الۡبَقَرَۃ 2 آیت 124 ﴾ اور وعدہ بھی انہی الفاظ کے متعلق تھا۔ اب ہم کو یہ دعا سکھلائی جاتی ہے۔ کہ تم دعا کرو۔ کہ اے ہمارے رب ہم کو متقیوں کا امام بنا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ متقیوں کا جو امام ہو۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں نبی اور رسول کہتے ہیں۔ دیکھو اس وعدہ الٰہی کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور ہم کو ہمیشہ دعا کرنے کیواسطے ارشاد ہوتا ہے سو اگر وہ عہدہ بند ہو گیا ہے تو ہمیں یہ دعا کیوں سکھائی جاتی ہے۔ پھر صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ۬ کی دعا جو ہر نماز کی ہر رکعت میں مانگنے کا حکم ہم کو دیا گیا ہے۔ اسمیں بھی ہمیں انعام نبوت کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے۔ کیونکہ منعم علیہ گروہ کو اللہ کریم نے چار درجوں پر تقسیم فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو آیت ذیل:۔

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴿ؕ۶۹﴾ ﴿ النِّسَآء 4 آیت 69 ﴾

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

تو جب ہم کو منعم علیہ گروہ کے رستہ پر چلنے کی توفیق مانگنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے تو ضروری ہے کہ وہ چاورں انعام بھی ہم پر کئے جائیں۔ اور ہم سے صالح بھی بنیں۔ شہید بھی۔ صدیق بھی اور پھر نبی بھی ہم سے بنائے جائیں۔ اگر اس نے ہم میں سے نبی کسی کو بھی نہیں بنانا تو پھر یہ دعا ہم کو کیوں سکھائی گئی۔ اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور درجہ نبوت بھی مل سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ ﴿المُؤۡمِن 40 آیت 60﴾ کہ "تم دعا کرو میں قبول کرونگا" پھر ہم اس کے اس وعدہ پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ وہ نبوت کا وعدہ بھی دے سکتا ہے۔ اگرچہ منعم علیہ گروہ کو آیت مذکورہ بابالا میں چاروں درجوں پر منقسم کر دیا گیا ہے مگر اصل انعام نبوت کا ہی ہے۔ باقی تینوں انعام اسی کی طفیل سے ہیں۔ اگر دنیا میں نبوت کا انعام نہ ہوتا تو باقی تینوں انعام بھی نہ ہوتے۔ دیکھ لو جس زمانہ میں دنیا کے اندر نبوت کا انعام ظاہر ہوتا رہا ہے اسی زمانہ میں صدیق، شہداء اور صالحین بھی بکثرت ہوتے رہے ہیں۔ اور جب نبوت کو دنیا میں آئے دیر ہو جائے تو یکے بعد دیگرے تینوں درجات دنیا میں عنقا ہو جاتے رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے نبی کے درجہ کا ہی نام لیا گیا ہے اور باقیوں کا اس کی طفیل میں بعد اذاں ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اس امر کو ذیل کی دو آیتوں میں اللہ کریم نے صاف کر دیا ہے۔

1۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۖ ﴿مَرْيَم 19 آیت 58﴾

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا آدم کی اولاد میں سے نبیوں کا گروہ ہے۔

2۔ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ﴿مَرْيَم 19 آیت 58﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔

ان ہر دو آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل انعام نبوت و رسالت ہے اور صدیقیت اور شہادت کا درجہ ایمان بالرسالت کے طفیل ملتا ہے سو اگر ہماری دعاء

"اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬" سے نبوت ہی نہیں مل سکتی تو پھر باقی کے تینوں درجات جو محض اس کے طفیل ہیں کس طرح مل سکتے ہیں۔ پھر اس طرح یہ دعا اور ہماری نمازیں محض بے سود اور رائیگاں جائینگی۔ پس حق بات یہی ہے کہ انعام نبوت اب بھی مل سکتا ہے۔ بند نہیں ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت امت محمدیہ میں یہ خیال کثرت سے پھیلا ہوا ہے کہ سلسلہ نبوت ورسالت اب بند ہو چکا ہے مگر اس خیال کا عام ہونا بھی نبی کے آنے کی علامات میں سے ایک بڑی علامت ہے۔ اگر اسی امت میں یہ خیال پیدا ہوتا تو شائد کسی قدر لحاظ کے قابل ہوتا۔ مگر جب قرآن کریم کو مطالعہ کیا جاتا ہے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہی ایسا خیال پہلی امتوں میں بھی پیدا ہوجاتا رہا ہے۔ چنانچہ اللہ کریم فرماتا ہے۔

1۔ قُلۡ اُوۡحِىَ اِلَىَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾۔۔۔۔ وَّاَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا كَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ ﴿الۡجِنّ 72 آیت 1 اور 7﴾

ترجمہ: کہدے کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جنوں میں سے کچھ افراد سن گئے ہیں پھر انہوں نے کہا کہ ہم ایک عجیب کتاب قرآن سنکر آئے ہیں۔۔۔۔۔ اور وہ لوگ بھی خیال کرتے تھے جس طرح تم نے خیال کرر کھا تھا یہ کہ اللہ ہر گز نہیں بھیجے گا کسی کو۔

اس حوالہ میں جنوں کا آکر آنحضرت ﷺ سے قرآن سننے اور پھر اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کرنیکا ذکر ہے جس میں وہ اپنی قوم کو کہتے ہیں کہ جس طرح ہمارا خیال تھا کہ آئیندہ کوئی رسول نہیں آئیگا۔ اسی طرح ان لوگوں کا بھی خیال تھا جن میں وہ اللہ کا رسول آیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

2۔ وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ﴿۳۴﴾ ﴿المُؤمن 40 آیت 34﴾

ترجمہ: اور یقیناً آچکا ہے تمہارے پاس یوسف پہلے اس سے کھلی باتیں لیکر پھر تم شک میں رہے اس چیز سے جو وہ تمہارے پاس لایا۔ یہاںتک کہ جب وہ مر گیا تو تم کہنے

لگے کہ ہر گز نہیں بھیجے گا اللہ اس کے بعد کسی رسول کو اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے اُس کو جو زیادتی کرنیوالا اور شک کرنے والا ہو۔

ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ خیال نیا نہیں بلکہ پہلی امتیں بھی ایسا خیال کیا کرتی تھیں کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور جو یہ کہے کہ اب کوئی رسول اللہ نہیں بھیجے گا اللہ ایسے لوگوں کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ پھر علاوہ ان آیات کے قرآن کریم میں بہت سی آیات میں لکھا ہے کہ نبی کا دعویٰ سن کر لوگ نہایت تعجب سے انکار کر دیا کرتے تھے ایسی آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو تعجب اس لئے پیدا ہوتا تھا کہ ان کا خیال مستحکم ہو چکا تھا کہ اب رسول نہیں آئیگا۔ سو جب کے اس خیال کے برخلاف رسالت کا دعوے سنتے تو تعجب میں پڑ جاتے۔ نمونہ کے لئے دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ ﴿یُونُس10 آیت2﴾

ترجمہ: کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک فرد کو حکم بھیجا کہ تو ان لوگوں کو ڈرا۔

2۔ قٓ ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾

﴿قٓ50 آیات 1 تا 2﴾ ترجمہ: قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان میں سے ایک ڈرانیوالا آیا۔ پس منکروں نے کہا کہ یہ تعجب کی بات ہے۔

3۔ وَ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ ۫ وَ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۚ﴿۴﴾ ﴿صٓ38 آیت 4﴾

ترجمہ: اور تعجب کیا انہوں نے اس امر میں کہ آیا انکے پاس ان میں سے ایک ڈرانیوالا اور منکروں نے کہا یہ فریبی جھوٹا ہے۔

ان آیات اور اسی قسم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ جب بھی کوئی رسول آیا لوگوں نے سخت تعجب کیا اور اس کو جھوٹا سمجھا ہمارے پاس ان کی کتابیں نہیں کہ ہم پتہ لگا سکیں کہ وہ اپنی کتابوں میں سے کن الفاظ کے غلط معنی سمجھ کر آئیندہ رسولوں کے آنے سے منکر ہو جاتے تھے۔ مگر عیسائیوں کی قوم ہمارے سامنے موجود ہے اور انکی

کتب بھی ہمارے روبرو موجود ہیں اور انکی کتابوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خبر بھی وضاحت سے موجود ہے اور صاف طور پر لکھا ہے کہ میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے۔ کہ میں اسکی جوتیاں اٹھانے کے قابل نہیں ہوں پھر لکھا ہے اسکے بعد تم سے بہت سی باتیں نہیں کرونگا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے۔ علی ہذالقیاس بہت سی پیشگوئیاں بائیبل میں موجود ہیں مگر باجود اس کے اب عیسائیوں کو پوچھا جائے تو وہ کسی رسول کے آنیکا اقرار نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اب خدا کے بیٹے کے سوا کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہر ایک نبی کی امت آخر میں آئیندہ کسی نبی کے آنے سے بالکل منکر ہو جاتی ہے حالانکہ اسکی کتاب میں صاف صاف نبوت کا اجراء پایا جاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہمیں مسلمانوں پر افسوس ہے کہ قرآن کریم نے اسقدر دلائل سے اجراء نبوت کا ثبوت دیا ہے جس میں سے بہت تھوڑا سا ثبوت میں نے ان چند ورقوں میں پیش کیا ہے اور اختصار کو از حد ملحوظ رکھا ہے تاہم مضمون بہت ہو گیا ہے مگر قرآن کا اس مسئلہ میں جس قدر بیان ہے وہ بہت بڑا ہے لیکن تعجب اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہ جاتی جب ایک مسلمان کی زبان یا قلم سے لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ اب کوئی نبی نہیں آئیگا۔ مگر دنیا کی سنت ہی یہی

ہے کہ جب اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اُس کی قدر ان کے دلوں میں نہیں رہتی تو رسولوں کی ضرورت سے بھی انکار کردیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ ﴿الْاَنْعَام 6 آیت 91﴾

ترجمہ: اور نہیں قدر پہچانی اللہ کی جیسا کہ اللہ کی قدر کا حق تھا جب انہوں نہ کہدیا کہ اللہ نے کوئی شے کسی بشر پر نہیں اتاری۔

یہی حال آجکل مسلمانوں کا ہے کہ اس رحیم و رحمان رب کی صفات سے بکلی منکر ہوگئے ہیں حالانکہ اسکی رحمت اور ربوبیت کا تقاضا ہے کہ جیسے کسی گذشتہ زمانہ میں اسکی رحمت اور ربوبیت انبیاء کو بھجتی تھی اب بھی بھیجے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

1۔ **وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ** ﴿الْقَصَص 28 آیت 46﴾

ترجمہ: تیرے رب کی رحمت ہے کہ تو ڈرائے انکو جنکے پاس تجھ سے پہلے کوئی نذیر نہیں آیا۔

2۔ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ﴿۶﴾ ﴿الدُّخان 44 آیت 5﴾

ترجمہ: حکم ہے ہماری طرف سے یقیناً ہم رسول بھیجنے والے ہیں۔ رحمت کے طور پر تیرے ربّ کی طرف سے۔ بیشک وہ سمیع و علیم ہے۔

3۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

﴿مَرْيَم 19 آیت 53﴾

ترجمہ: اور بخشا ہم نے اس (موسیٰ) کو اپنی رحمت سے ہارون۔ یعنی اسکے بھائی کو

4۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚۙ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیات 73 تا 74﴾

ترجمہ: کہدے یقیناً فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ واسع اور علیم ہے۔ مخصوص کر لیتا ہے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

5۔ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّیۡطٰنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۳﴾ ﴿النِّسَآء 4 آیت 83﴾

ترجمہ: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم چند ایک کے سوا ضرور شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔

6۔ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۱﴾ ﴿النُّوۡر 24 آیت 21﴾

ترجمہ: اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی ایک شخص بھی کبھی پاکیزگی نہ حاصل کر سکتا۔ لیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ واسع علیم ہے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡن کی رحمت کے تقاضے سے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع ہے اور اگر یہ سلسلہ جاری نہ رہے تو کوئی فرد بشر بھی خود بخود ہدایت نہیں پاسکتا۔ بلکہ شیطان کی تابعداری میں پھنسے جاتے ہیں مگر ہمارے مسلمان

ہیں کہ خدا کی رحمت کو بند سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کریم کا کلام بار بار اور مختلف پیرائیوں میں اس سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے ظاہر کرتا ہے جیسا کہ وہ تمام آیات جو اوپر لکھی جاچکی ہیں اور کچھ ذیل میں بھی درج کی جاتی ہیں۔

1۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ ﴿الحجّ 22 آیت 75﴾

ترجمہ: اللہ منتخب کرتا ہے اور کرتا رہیگا فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

2۔ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

﴿المُؤمِن 40 آیت 15﴾ ترجمہ: وہ بلند درجات والا صاحبِ عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے اپنے امر سے کلام نازل کرتا ہے اور کرتا رہیگا تاکہ وہ ملاقات کے دِن سے ڈرائے۔

3۔ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ

﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 179﴾ ترجمہ: اور اللہ یوں نہیں کہ مطلع کر دے تمکو غیب پر لیکن منتخب کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے۔

4۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾

﴿النَّحل 16 آیت 2﴾ ترجمہ: اتارتا ہے فرشتوں کو ساتھ کلام کے اپنے حکم سے جس پر چاہے، اپنے بندوں میں سے یہ کہ خبر پہنچا دو کہ کوئی معبود نہیں سوائے میرے پس مجھ ہی سے ڈرو۔

5۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا

بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَةِ ۚ ﴿النَّحل 16 آیت 2﴾

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر انہوں نے استقامت اختیار کی ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ تم ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اس دنیا میں ہم تمہارے مددگار ہیں اور آخرت میں بھی۔

ان آیات میں وحی الٰہی اور نزول ملائکہ کیلئے مضارع کے صیغوں میں جو کہ حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر حاوی ہیں وعدے دیئے گئے ہیں جو سلسلہ نبوت کے جاری رہنے پر نہایت صاف اور صریح اور بیّن دلائل ہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے حضرت محمد رسول ﷺ کی پیشگوئی ان الفاظ سے فرمائی تھی۔ جو کتاب تورات استثنا میں یوں درج ہے " میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا" جس کی تصدیق قرآن شریف نے آیت ذیل میں کی ہے:۔

1۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ﴿الْاَعْرَاف 7 آیت 157﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو تابع ہوئے ہیں اس رسول کے جو نبی امی ہے جس کو پاتے ہیں وہ لکھا ہوا تورات میں۔

2۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ ﴿الْاَحْقَاف 46 آیت 10﴾

ترجمہ: کہدے بھلا دیکھو تو اگر ہے محمد اللہ کی طرف سے اور تم نے اسکو نہ مانا حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل میں سے اپنے مثل کی پس وہ ایمان لا چکا اور تم نے تکبر کیا

3۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ﴿۱۵﴾ ﴿الْمُزَّمِّل 73 آیت 15﴾

ترجمہ: ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول تم پر شاہد جس طرح کہ بھیجا ہم نے رسول فرعون کی طرف۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ویسے نبی ہیں جیسے موسیٰؑ تھے یوں تو ہر ایک نبی نفس نبوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کا مثیل ہوتا ہے۔ لیکن یہاں آنحضرت ﷺ کی موسیٰؑ سے خاص خاص حالات اور واقعات میں منظور ہے اور خصوصاً آپؐ کے بعد کے حالات یعنی ان کی امتوں کے حالات میں مماثلت بیان کرنا مد نظر ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ ﴿النّوْر 24 آیات 55 تا 56﴾

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ضرور خلیفے بنائیگا انکو دنیا میں جس طرح خلیفے بنائے اس نے ان لوگوں میں جو ان سے پہلے تھے اور ضرور مضبوط کریگا ان کیلئے ان کا دین جو اُن کے کیلئے اس نے پسند کیا۔ اور ضرور بدل دیگا انکو انکے خوف کے بعد امن۔ میری بندگی کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائینگے اور جو اس کے بعد انکار کریگا وہ لوگ بے فرمان ہیں اور قائم رکھنا نماز کو اور ادا کرنا زکوۃ اور اطاعت کرنا رسول کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ نہ صرف حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ ہی باہم مثیل ہیں بلکہ انکی امتیں بھی باہم مماثلت رکھتی ہیں اور جیسے حضرت موسیٰؑ کے بعد انکی امت میں بادشاہت اور نبوت رکھی گئی تھی "اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا" ﴿الْمَآئِدَة 5 آیت 20﴾ اسی طرح امت محمدیہ میں بھی بادشاہت اور نبوت ہوگی اور اگر امت محمدیہ میں نبوت تسلیم نہ کی جائے تو مماثلت کی پیشگوئی بے معنی اور فضول ٹھیرتی ہے حالانکہ قرآن مجید اور تورات اسی مماثلت کو بشرح وبساط اور

خصوصیت سے بیان کرتے ہیں ایک آیت اور بھی ذیل میں درج کی کر دیتا ہوں جس سے اسکی تائید مزید ہوتی ہے۔

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ......قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ﴿الاَحقاف 46 آیت 29 اور 30﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب متوجہ کر دیا ہم نے تیری طرف چند جنوں کو سننے لگے قرآن ۔۔۔ انہوں نے کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰؑ کے بعد اتاری گئی ہے۔ سچا کرتی ہے اس کتاب کو جو اس کے آگے ہے۔

اس آیت سے تورات کے بعد قرآن کے نزول کا ذکر پایا جاتا ہے حالانکہ زبور اور انجیل بھی ان کے درمیان اتری تھیں مگر چونکہ وہ کتابیں حامل شریعت نہیں تھیں اس لئے ان کا ذکر نہ کیا گیا اور تورات کے بعد قرآن کا ذکر کیا کو باہم مماثلت رکھتی تھیں۔ پس جب قرآن کیساتھ اور حضرت محمد ﷺ کیساتھ اور امت موسویہ کی امت محمدیہ کیساتھ مماثلت قرآن سے ثابت ہے تو پھر کس قدر افسوس ہے کہ موسیٰؑ کی کتاب کی پیروی کرنے اور انکی امت کی اصلاح کرنے کیلئے تو نبیوں اور رسولوں کے آنے کو تسلیم

کیا جائے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی کتاب کی پیروی کرنے اور ان کی امت کی اصلاح کرنے کیلئے کوئی نبی اور رسول نہ آسکنے کا یقین رکھا جائے۔ حالانکہ جیسا امت موسویہ کیساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا:۔

وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۚ وَ بَعَثۡنَا مِنۡہُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ ﴿المآئدۃ 5 آیت 12﴾

ترجمہ: اور یقیناً لیا اللہ نے وعدہ نبی اسرائیل سے کہ بھیج ان میں سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے۔

اس طرح آیت استخلاف میں بھی جو ابھی اوپر گزر چکی ہے امت محمدیہ میں خلافت کا وعدہ دیکر اور اس طرح کی خلافت کا جیسی موسوی امت میں تھی بعد میں دوسری آیت میں فرماتا ہے۔

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾ ﴿النّور 24 آیت 56﴾

ترجمہ: اور نماز کو قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور رسول کی اطاعت کرنا تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پس ثابت ہوا کہ اس مماثلت کا تقاضا یہی ہے کہ امت محمدیہ پر رحم ہو اور نبوت کا انعام انکو بھی ملے کیونکہ آیت استخلاف میں اللہ کریم نے امت محمدیہ کو وہ تمام انعامات دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو امت موسویہ کو دیئے اور کما کا لفظ اس پر شاہد ناطق ہے۔

اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اس قدر قرآنی دلائل ایک متقی کیلئے کافی سے بھی بڑھ کر ہیں۔ لیکن یہ مضمون نامکمل رہیگا اگر منکران نبوت فی خیر الامت یعنی اسلام میں نبوت کے منکران کے دلائل کی تردید نہ کی جائے۔ اس لئے مختصراً ان کے دلائل کی تردید بھی کر دی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ جہاتک مجھے معلوم ہو سکا ہے قرآن کریم سے وہ لوگ صرف دو آیتیں پیش کیا کرتے ہیں اب مَیں ان دونوں آتیوں کو بمعہ ان کے ترجمہ کے لکھ کر پھر ان کے استدلال کو بھی ظاہر کر کے جس طرح سے وہ لوگ ان سے نبوت کو بند سمجھتے ہیں انکی تردید کرونگا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ ﴿المآئدۃ 5 آیت 3﴾

ترجمہ: آج میں نے پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام۔

اس آیت سے منکران نبوت اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ جب خدا نے دین کامل کر دیا اور شریعت مکمل ہوگئی تو اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ اگر تسلیم کیا جائے کہ آئیندہ بھی کوئی رسول آئیگا تو لازم آتا ہے کہ وہ نئے احکام اور نئی شریعت بھی لائے اور بعض احکام اسلام کو منسوخ بھی کرے تو ان تمام صورتوں میں دین اسلام اور شریعت محمدیہ کامل اور مکمل نہیں رہ سکتے بلکہ ناقص ثابت ہوتے ہیں جو اس آیت کے سراسر مخالف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک قرآن شریف کامل اور مکمل کتاب ہے اور اب آئیندہ ایسی کوئی کتاب یا وحی نہیں آسکتی جو اس کے حکم کو تبدیل یا منسوخ کرسکے۔ لیکن یہ آیت نبیوں کی آمد کو روک نہیں سکتی کیونکہ ہر نبی کیلئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ نئی کتاب اور نئی شریعت لائے بلکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ کئی ایسے نبی دنیا میں آئے جو محض شریعت سابقہ کے پیرو تھے اور انہوں نے کوئی ایک پہلا حکم تبدیل یا منسوخ نہیں کیا۔ دیکھیں آیت ذیل:۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِيۡهَا هُدًى وَّ نُوۡرٌ‌ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ ﴿المآئدۃ 5 آیت 44﴾

ترجمہ: بیشک ہم نے اُتاری تورات جس میں ہدائیت اور روشنی تھی حکم کرتے تھے اس کے ساتھ وہ تمام نبی جو فرماں بردار تھے ان لوگوں کو جو یہودی تھے اور درویش اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھیراتے تھے اللہ کی کتاب پر اور تھے وہ اس پر گواہ۔

اس آیت سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ ایسے نبی بھی آتے رہے ہیں جو خود صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے بلکہ سابقہ شریعت کے پورے تابع اور ان کے ماتحت ہر ایک مسئلہ کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔

تو " اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ " اگرچہ صاحب شریعت جدیدہ نبی کے آنے کی مانع ہے مگر ایسے نبیوں کے آنے کی مانع نہیں جو اس سابقہ شریعت کے پورے پورے پابند اور اسی کے مطابق فیصلہ دینے والے ہوں۔

البتہ اگر کوئی شخص " اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ " سے نعمت نبوت کا اتمام سمجھ کر نبوت کو بند سمجھے تو اسکی لاعلمی پر دال ہے۔ کیونکہ اتمام نعمت کے معنی یہ نہیں کہ اور کسی کو یہ نعمت آئیندہ مل نہ سکے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کے حق میں اللہ کریم فرماتا ہے:۔

وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ ﴿یُوسُف12 آیت6﴾

ترجمہ: اور پوری کریگا تجھ پر اپنی نعمت اور یعقوبؑ کی آل پر جیسا کہ اس نے پورا کیا اس کو تیرے باپ دادا ابرہیمؑ اور اسحاقؑ پر۔

چونکہ اس ایک آیت سے ہی یہ غلطی معترض کی ٹھیک ٹھیک بخوبی رفع ہو جاتی ہے اس لئے دوسری آیت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ اس مضمون کی اور آیات بھی قرآن مجید میں موجود ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت تکمیل والی مطلق نبوت کو بند نہیں کرتی بلکہ سوائے تشریعی نبی کے ایسے نبیوں کی آمد کی خوشخبری دیتی ہے جو امت محمدیہ ﷺ میں آنیوالے ہیں۔ کیونکہ جب اتمام نعمت سے مراد نبوت ملنا ہے جیسا کہ آیت " یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ

اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ ‘‘میں حضرت یوسفؑ کو خوشخبری دی گئی ہے کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو نبوت دیجائیگی جیسے تجھ سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کو نبوت دی گئی تھی۔ تو اس طرح اور ٹھیک اس طرح آیت زیر بحث میں امت محمدیہ کو مخاطب کر کے اللہ کریم اپنی نعمت کا اتمام یعنی نبوت کے اجراء کا انعام تجویز کرتا ہے۔ کیونکہ تمام نعمتوں سے اکمل اور اتم نعمت نبوت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اتمام نعمت کا یہاں ذکر نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ پر ہے۔

اس آیت کا تیسرا حصہ وَ رَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ (المائدہ:۳) یعنی اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا: اس آیت کا یہ مفہوم پیش کیا جاتا ہے کہ ہر نبی نیا مذہب لاتا ہے اب چونکہ اللہ نے دین کا نام اسلام قرار دے دیا ہے لہٰذا کسی نئے دین کو گنجائش نہیں لہٰذا نئے نبی کی بھی ضرورت نہیں۔

لہٰذا اس مضمون پر بھی قرآن پاک سے فیصلہ ضروری ہے:

سب سے پہلے ہم لفظ ’’اسلام‘‘ جو عربی کا لفظ ہے لغت میں اسکی تفصیل دیکھتے ہیں تاکہ بات بالکل واضح ہو جائے اَسۡلَمَ :۔ مطیع و فرمانبردار ہونا۔ اَمۡرُهٗ اِلَى اللهِ: معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا۔ الاَسۡلَمُ :۔ آفتوں سے بہت زیادہ محفوظ۔ الۡاِسلَامُ۔ اللہ کے حکم کے سامنے بِلا چون وچرا سر جُھکا دینا (مذہب اسلام کبھی مسلمانوں کیلیئے بھی استعمال

کیا جاتا ہے) المنجد (نوٹ یہ تمام تراجم لغت کی مشہور ترین کتاب " المنجد " سے لیے ہیں جو دس نامور مترجمین اساتذہ فاضل دیوبند کے ہیں) یہ اس لیے درج کیے گئے ہیں تاکہ قرآنی مضمون کو سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ اب آیاتِ خداوندی کی طرف لوٹتے ہیں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ؕ بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن 3، آیت 19) اب اوپر والے ترجموں کو دیکھ لیں بات بالکل واضع ہو جائیگی کہ انسان جو بھی شرعی احکامات حقوق اللہ یا حقوق العباد کے بارے میں اللہ کی طرف سے نازل ہوں کُلیتًا اُن کا اتباع کرے اللہ کے احکامات کی اطاعت ہی دین ہے۔ خدا تعالیٰ کا تو اعلان ہے کہ اسلام کے سِوا اُسکا کوئی دین ہے ہی نہیں یعنی کوئی نبی بھی اسلام کے علاوہ کوئی دین لیکر آیا ہی نہیں۔ اب ذرا مزید آیات سے وضاحت لے لیں۔ سورۃ الحج آیت نمبر 78 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ؕ ھُوَ سَمّٰىکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۬ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ ھٰذَا ﴿الْحَجّ 22 آیت 78﴾

ترجمہ: اپنے باپ ابرہیمؑ کی ملت پر (قائم ہو جاؤ) اللہ ہی نے تمہارا نام رکھا ہے ،،مسلم،، پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی (یعنی قرآن سے پہلے بھی یہی نام تھا)۔

سورۃ الشوریٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰٓى

﴿الشُّوْرٰی 42 آیت 13﴾

ترجمہ: اللہ نے تم لوگوں کے واسطے وہی مقرر کیا ہے جسکا اسے نوح کو حکم دیا تھا اور جسکو ہم نے آپؐ کے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جسکا ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو (مع ان سب کے اتباع کے) حکم دیا تھا

قرآن میں جو بار بار ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ بار بار اپنی آیات کھول کر تفصیل سے بیان فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ کیا بات کھل نہیں گئی۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ پس عبرت پکڑو اے آنکھیں رکھنے والو۔

(الحشر 59، آیت 2)

اب کیا حضرت موسیٰؑ کو تمام بنی اسرائیل کی طرف معبوث نہیں کیا گیا تھا اگر تمام کا مطلب انتقطاع ہو سکتا ہے تو پھر بنی اسرائیل کی طرف حضرت موسیٰؑ کے بعد انبیا کیوں بھیجے گئے۔

گمراہ لوگوں کی اکثریت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾

﴿ الْاَنْعَام 6 آیت 116 ﴾ ترجمہ: نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ مگر قیاس آرائیاں کرنے والے۔

تو صرف یہی نہیں کہ یہ آیت امتی نبیوں کی آمد کی مانع نہیں بلکہ امتی نبیوں کے آنے کی تائید میں ہے۔" فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ "

دوسری آیت جو منکران نبوت پیش کرتے ہیں اور جس پر انکا بہت ہی زور ہے وہ آیت یہ ہے:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٤٠﴾

﴿ الْاَحْزَاب 33 آیت 40 ﴾ ترجمہ: نہیں ہے محمد باپ کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے سب نبیوں پر اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں بھی امت محمدیہ میں آئیندہ کسی نبی کے آنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن جیسا کہ اوپر قرآن سے ثابت کیا جا چکا ہے بعد میں اجتہادی غلطی کیوجہ سے یہ مسئلہ مسلمانوں میں پیدا ہو گیا کہ آئیندہ کوئی نبی نہیں آئیگا۔

اس آیت صاف ہے جس کے معنی ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں اب دیکھو مہر کے لفظ سے کہاں اور کس طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ آئیندہ نبیوں کا آنا بند ہو گیا۔ کیونکہ مہر بعضِ تصدیق کیلئے ہوتی ہے۔ وبس۔ تو سوائے اسکے کوئی مطلب نہیں کہ حضرت محمدؐ تمام پہلے اور پچھلے نبیوں کے مصدق ہیں۔ پہلے نبیوں کے اس طرح کہ کتب سابقہ بسبب محرف اور مبدّل ہو جانے کے اب اس قابل نہیں کہ وہ کتابیں ان نبیوں کی تصدیق کر سکیں کیونکہ وہ خود ہی تصدیق کی محتاج ہیں۔ پس پہلے تمام نبیوں کی تصدیق محمد رسول اللہ ﷺ ہی کر سکتے ہیں۔ اس طرح آئیندہ چونکہ قرآن کو منسوخ کرنیوالا کوئی نبی تو آنا نہیں کیونکہ آیت " اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ "ان کی آمد کی مانع ہے۔ تو پھر وہی نبی آسکتے ہیں جو قرآن کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر ثابت کریں۔ تو ان کی تصدیق بھی بغیر اتباع محمد ﷺ کے ثابت نہیں ہو سکتی جو کہ آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ تمام پہلے اور پچھلے نبیوں کیلئے بطور مہرِ تصدیق کے ہیں۔ تو اس آیت سے کب اور کہاں اور کس طرح سے ثابت ہو سکتا ہے کہ آئیندہ

کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ بلکہ یہ آیت بھی آیت اول کی طرح سے اجراء نبوت فی خیر الامت کی تائید میں ہے۔ کیونکہ جب اللہ کریم نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کی تو ساتھ ہی لفظ لیکن کیلئے آتا ہے آپؑ کی ابوت روحانی کا قرار کر دیا۔ جو کلمہ رسول اللہ میں رکھا گیا ہے کیونکہ رسول اللہ اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اس کی بیویاں مومنوں کی روحانی مائیں ہوتی ہیں جیسے فرمایا " اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ " یعنی رسول کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (الْاَحْزَاب 33، آیت 6) تو رسول مومنوں کے باپ ہوئے۔ اور یہ ضروری ہے کہ بیٹے باپ کے وارث ہوں پس جہاں اور عہدے مثل صدیقیت۔ شہادت۔ صالحیت وغیرہ وغیرہ امت محمدیہ کو بوارثت آنحضرت ﷺ ملے ضروری ہیں ویسے ہی عہدہ نبوت بھی بعض افرادِ امت کیلئے بوقت ضرورت ملنا چاہئے۔ ہاں آیت " اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ " سے چونکہ شریعت کی تکمیل ہو چکی اور کسی صاحب شریعت رسول کی آئیندہ ضرورت نہیں اسلئے ساتھ ہی فرمادیا کہ خاتم النبیین یعنی آئیندہ جس قدر نبی آئینگے بغیر مہر محمدی کے نہ ہونگے۔ یعنی امتی نبی ہونگے نہ کہ صاحب شریعت نبی۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت بھی بالکل مانع نبوت نہیں۔ بلکہ جہاں صاحب شریعت نبیوں کی مانع ہے وہاں امتی نبیوں کی بشارت بھی دیتی ہے۔ سبحان اللہ

وبحمدہ کہ یہ دونوں آیات جن سے لوگ نبوت کو ختم سمجھتے ہیں وہی دونوں آیات امتی نبیوں کے اجراء کی موید ہیں۔

بعض لوگ لفظ خاتم کے معنی مہر کے نہیں لیتے بلکہ ختم کرنیوالا لیکر اس آیت سے آئندہ نبوت کو بند سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ معنی لغت عرب کے خلاف ہیں۔ بلکہ خود قرآن کریم کے بھی سراسر خلاف ہیں۔ کیونکہ جب ارسالِ رسل اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ اس صفت کو کیسے ختم یا بند کر سکتے ہیں۔

کما قال اللہ تعالیٰ:۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ ﴿فاطر 35 آیت 2﴾

ترجمہ: اللہ جس رحمت کو انسانوں کیلئے جاری کر دیتا ہے پس کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا اور جس کو وہ بند کر دے پس کوئی اس کو سوائے اُسکے جاری نہیں کر سکتا۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ خدا کی کسی صفت یا اس کی کسی رحمت یا اس کے کسی انعام کو جو وہ جاری کرے کوئی دوسری ایسی ہستی نہیں جو اس کو بند کر سکے ہاں وہ خود اگر بند کرنا چاہے تو کوئی دوسرا اسے جاری نہیں کر سکتا پس ثابت ہوا کہ نبوت جیسی رحمت

اور نعمت کو بند کرنیوالا سوائے اللہ کے کسی اور کو سمجھنا صاف شرک ہے۔ البتہ وہ خود تو بند کر سکتا ہے۔ مگر اس کا بند کرنا بھی قرآن سے ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ دیکھیں آیات ذیل:۔

1۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ ﴿الرَّعد13 آیت11﴾ ترجمہ: یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتا جب تک وہ اپنے نفسوں کی حالت کو تبدیل نہ کریں۔

2۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ ﴿الاَنفال8 آیت53﴾

ترجمہ: یہ اس لئے کہ جس قوم پر اللہ نے کوئی نعمت جاری کی ہو اس کو بدلنے والا نہیں تاوقتیکہ وہ اپنے نفسوں کی حالت کو نہ بدل دیں۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ جب لوگوں کیلئے کسی رحمت اور کسی نعمت کا دروازہ کھول دیتا ہے تو پھر صرف یہی نہیں کہ کوئی اور اسے بند کر سکتا بلکہ خود اللہ بھی بند نہیں کرتا حتیٰ کہ لوگ خود اپنے نفسوں کی حالت کو تبدیل کر کے اپنے آپ کو اس نعمت سے

محرومی کے قابل نہ بنادیں۔ جب لوگ اپنے نفسوں کو خراب کر لیتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ بطور سزا کے وہ نعمت ان سے چھین لیتا ہے اور اس سابقہ مہربانی کا دروازہ ان پر بند کر دیتا ہے۔ مگر بہر صورت کھولنا اور بند کرنا اسی وحدہ لاشریک کا کام ہے۔ کوئی دوسرا نبی یا ولی طاقت نہیں رکھتا کہ اللہ کی جاری کی ہوئی چیز کو بند کر سکے یا بند چیز کو جاری کر سکے۔ پس اب دیکھنا چاہیئے کہ نبوت جیسی اللہ کی بڑی رحمت اور اسکی اعلیٰ نعمت جو اس نے اپنے بندوں میں جاری کی کون ہے جو بند کر سکے۔ ہاں اللہ بند کر سکتا ہے۔ لیکن اب منکرین نبوت کو کوئی ایسی آیت پیش کرنی چاہیئے جس سے ثابت ہو کہ اللہ نے نبوت کو بند کر دیا۔ نہ یہ کہ رسول اللہ خاتم النبیین ہیں تو ثابت ہوا کہ نبوت بند ہو گئی۔ اگر خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنیوالا بھی سمجھ لیا جائے تو بھی اس قدر کثیر آیات اللہ کے مقابلہ میں جو لکھی گئی ہیں اور جو آئیندہ کے لئے نبوت کو ثابت کرتی ہیں ان کے معنی کا مفہوم کچھ اور بھی سمجھنا پڑیگا۔ تاکہ قرآن میں اختلاف نہ ہو۔ سو ان معنوں کا مفہوم بھی بالکل آسان ہے۔ نبیوں کو ختم کرنے والا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ نبوت کے کمالات میں تمام نبیوں سے بڑھ گیا۔ پس محمد رسول اللہ کا تمام انبیاء کے کمالات کو ختم کر لینا اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ اب آئیندہ کوئی نبی نہ ہو سکے بلکہ زیادہ یہ ماننا پڑیگا کہ آئیندہ جو بھی نبی آئینگے وہ اس خاتم کمالات نبوت کے ماتحت اور اتباع میں ہونگے۔ سو یہی معنی

آیت " اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ " سے ثابت ہوتے ہیں اور یہی اس آیت کے معنے ہوگئے کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آیگا جو محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھکر ہو۔ جو شریعت محمدیہ میں ترمیم یا تنسیخ کرسکے مطلق نبوت کی بندش اس سے کس طرح ثابت ہوسکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے نبی کے لئے جس کی تفصیل نیچے لکھی ہوئی ہے دلائل مطلوب ہوسکتے ہیں:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ خود کہے کہ میں نے آئندہ نبوت کو ختم کردیا۔

۲۔ قرآن سے ثابت ہو کہ وہ ضروریات نبوت جو پہلے نبیوں کے آنے کے داعی اور متقاضی ہوا کرتی تھیں وہ آئندہ نہیں پیدا ہونگی۔

۳۔ آئندہ کوئی عذاب دنیا میں نازل نہیں ہوگا جس سے پہلے کسی منذر اور مرسل کی ضرورت ہو۔

۴۔ یہ ثابت کردیا جائے کہ امتِ محمدیہ پہلی تمام امتوں کی برائیوں کی تو وارث ہے۔ لیکن امم ماضیہ کی کسی خوبی کی یہ وارث نہ ہوگی۔ سو اگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی قرآن سے ثابت نہیں ہوتی تو پھر مومنوں کی طرح یقین رکھنا چاہئے کہ آئندہ بھی رسول آئینگے جیسے ارشاد ہوتا ہے۔

1۔ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ ﴿البقرۃ 2 آیت 4﴾

ترجمہ: متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو تیری طرف اتاری گئی اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی اور پچھلی وحی پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے قرآن شریف کی وحی اور مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ سے انبیاء سابقین کی وحی اور اٰخِرَة سے مراد بعد میں آنے والے موعود نبی کی وحی ہے۔ آخرۃ کے معنی ہیں پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے۔ کلام کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ یہاں پیچھے آنیوالی چیز سے مراد وُہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہو گی۔ کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت ﷺ سے قبل نازل ہوئی اور تیسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی تھی۔

2۔ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴﴾ ﴿الۡجُمُعَة 62 آیات 3 تا 4﴾

ترجمہ: اور پچھلے لوگوں میں بھی (رسول مبعوث ہو گا) جو ان سے ملحق نہیں ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

3۔ اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَ یَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ وَ مِنۡ قَبۡلِهٖ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّ رَحۡمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ

﴿هُوۡد 11 آیت 17﴾ ترجمہ: بھلا جو شخص (محمد) ہے اپنے رب کی طرف سے ایک بیّنہ یعنی روشن دلیل پر ہے اور بیان کریگا اس کو ایک گواہی دینے والا اس کی امت سے۔ اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے رہنما اور رحمت، وہی لوگ ایمان لائینگے اس پر۔

ان آیات میں ایک آنیوالے کی صریح طور پر خبر دی گئی ہے۔ چونکہ مضمون طویل ہو رہا ہے اس لئے مَیں نے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کر دیا ہے انکی تشریح و توضیح اور

اس پر دلائل جو ہمارے پاس ہیں وہ نہیں لکھی کیونکہ ذی عِلم لوگ خود ہی غور اور تدبر سے سمجھ لینگے۔

ہاں ایک ایسی آیت بھی قرآن شریف میں موجود ہے جس میں آنیوالے نبی کا نام بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ

﴿الصَّف 61 آیت 6﴾ ترجمہ: اور خوشخبری سنانیوالا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا۔ اس کا نام احمد ہو گا۔

اب ہر ایک مومن غور کر سکتا ہے کہ جب آج تک وہ رسول احمد نہیں آیا تو یقیناً وہ ضرور آنا چاہیئے اور ہم کو اس کے آنے کی امید یقین کیساتھ رکھنی چاہیئے اور اگر آ چکا ہے تو اس کو فوراً مان لینا چاہیئے۔

بعض اصحاب اس آیت کا مصداق حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو مانتے ہیں۔ حالانکہ انکا نام نامی محمدؐ ہے۔ نہ تو والدین نے ان کا نام احمد رکھا اور نہ ہی خدا نے سارے قرآن میں آپ کا نام احمد رکھا بلکہ جا بجا اسم محمد سے یاد فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ احمد نام والا رسول، محمد رسول اللہ کے علاوہ ہے۔ چنانچہ اس آیت کے سیاق و سباق سے یہ امر

من الشمس ہے۔ جن آیات کو ہم یہاں لکھ کر زائد توضیح کر سکتے ہیں۔ مگر چونکہ مضمون بہت لمبا ہو گیا ہے اس لئے ہم اس بشارت قرآنی کے وقوع کی اطلاع دیتے ہوئے (کہ امت محمدیہ میں وہ احمد جو آنیوالا تھا آچکا۔ اور اس پر ایمان لانیوالوں کا نام احمدی مشہور ہے جس کو ضرورت ہو وہ ان سے مل کر مزید واقفیت حاصل کر سکتے ہیں) اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ فاالحمد اللہ علی احسانہ۔

خاکسار

مبشراحمدقریشی